سعید بن علی بن وہف القحطانی

ترجمہ
ابو عبداللہ عنایت اللہ سنابلی

تخریج وتصحیح
عبداللہ یوسف ذہبی

مکتبہ اسلامیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی

کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے

درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

اخلاص کے ثمرات
اور
ریاکاری کے نقصانات
تالیف
سعید بن علی بن وہف القحطانی
ترجمہ
ابو عبداللہ عنایت اللہ بن حفیظ اللہ سنابلی
تخریج وتصحیح
عبداللہ یوسف ذہبی
مکتبہ اسلامیہ

لاہور غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
042-37244973 - 37232369
فیصل آباد بیسمنٹ سمٹ بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد
041-2631204 - 2641204
Email: maktabaislamiapk@gmail.com, Visit on Facebook page: maktabaislamiapk

فہرست

دوسرا مبحث: اخروی عمل سے دنیا طلبی کی تاریکیاں

عرضِ مترجم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف الأنبياء والمرسلين نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين، أما بعد.

کسی بھی عمل کی قبولیت کے لیے دو بنیادی شرطوں کا پایا جانا بے حد ضروری ہے، ان میں سے کسی ایک شرط کا فقدان اس عمل کی قبولیت سے مانع ہوگا، پہلی شرط یہ ہے کہ وہ عمل خالص اللہ کی ذات کے لیے کیا گیا ہو، دوسری شرط یہ ہے کہ وہ سنت نبوی ﷺ کے مطابق ہو۔ اللہ رب العزت نے ان دونوں شرطوں کو مختلف آیات میں بیان فرمایا ہے، تاہم درج ذیل آیتِ کریمہ میں دونوں شرطیں یکجا بیان فرمائی ہیں، ارشاد ہے:

﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا﴾ [1]

"لہٰذا جو شخص اپنے رب سے ملاقات کی امید رکھتا ہو اسے چاہیے کہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔"

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَ الْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَ هُوَ

---

[1] ۱۸/الکہف: ۱۱۰۔

الْعَزِيزُ الْغَفُورُ ﴿٢﴾ [1]

''جس نے موت وحیات کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون ''اچھا عمل'' کرتا ہے اور وہ غالب بخشنے والا ہے۔''

معروف عابد وزاہد حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''اچھا عمل'' یعنی سب سے خالص اور درست ترین عمل، لوگوں نے عرض کیا: اے ابوعلی! سب سے خالص اور درست عمل کیا ہے؟ تو فرمایا: عمل جب خالص اللہ کے لیے ہو لیکن درست نہ ہو تو قبول نہیں ہوتا اور اگر درست ہو خالص نہ ہو تو بھی قبول نہیں ہوتا، یہاں تک کہ (بیک وقت) خالص اور درست ہو اور خالص کا مطلب یہ ہے کہ وہ عمل اللہ کی رضا کے لیے کیا گیا ہو اور درست کا مطلب یہ ہے کہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق [2] ہو اور پھر سورۂ کہف کی مذکورہ آیت کی تلاوت فرمائی۔

اخلاص عبادات کی روح ہے، اس کے بغیر ساری عبادتیں بے جان ہیں، لیکن افسوس کہ اسلامی معاشرے پر ایک طائرانہ نظر ڈالنے سے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے اخلاص کلی طور پر عنقا ہو گیا ہو، نمازی کی نماز میں اخلاص نہیں، روزہ دار کے روزے میں اخلاص نہیں، صدقہ کرنے والے کے صدقے میں اخلاص نہیں، ایک مدرس کی تدریس میں اخلاص نہیں، ایک طالب علم کی طلبِ علم میں اخلاص نہیں، ایک ملازم کی ملازمت میں اخلاص نہیں، ایک چوکیدار کی چوکیداری میں اخلاص نہیں، غرض کوئی بھی شخص اپنی ذمہ داری اخلاص کے ساتھ نہیں نبھاتا (سوائے جسے اللہ توفیق دے) تمام اعمال میں اخلاص کی جگہ ریا ونمود، دکھاوا، شہرت، نام طلبی اور دنیا کے حصول نے لے لی ہے۔

---

[1] ٦٧/الملك:٢۔ [2] مدارج السالكين لابن القيم:٢/ ٨٩۔

درحقیقت یہ ایک بہت بڑا المیہ ہے اور جب صورت حال ایسی ہے تو مخلصین کے لیے کیے گئے وعدۂ الٰہی کے مستحق ریاکار، شہرت پسند، دنیا پرست لوگ کیونکر ہو سکتے ہیں؟

زیر نظر کتاب میں سعودی عرب کے معروف صاحبِ علم ڈاکٹر سعید بن علی قحطانی حفظہ اللہ نے اس موضوع پر کتاب وسنت کی روشنی میں مدلل گفتگو کی ہے اور اس کے تمام گوشوں کا مختصراً احاطہ کیا ہے، فجزاہ اللّٰہ خیر الجزاء۔

میں اپنے تمام اسلامی بھائیوں، بالخصوص طالبان علوم نبویہ کے سامنے اس کتاب کا اردو ترجمہ پیش کرتے ہوئے سب سے پہلے اپنے اللہ ذوالجلال کا شکریہ ادا کرتا ہوں جس کی توفیق اور مدد سے کتاب کا ترجمہ پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ اس کے بعد اپنے والدین بزرگوار کا شکر ادا کرتا ہوں جن کی انتھک تعلیمی و تربیتی کوششوں کی بدولت دین اسلام کی ادنیٰ سی خدمت کا شرف حاصل ہوا، اللہ تعالیٰ انہیں دنیا وعقبیٰ کی بھلائیوں سے نوازے اور اسے ان کے لیے صدقہ جاریہ بنائے، نیز اپنی اہلیہ، اہل خانہ اور جملہ معاونین کا شکریہ ادا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر سے نوازے۔ (آمین)

نیز دیگر معاونین کا بھی ممنون ومشکور ہوں جنہوں نے کتاب میں کسی بھی طرح سے ہاتھ بٹایا، جزاھم اللّٰہ خیرًا۔

آخر میں تمام اہلِ علم اور طالبان علم سے میری پر خلوص درخواست ہے کہ اگر کتاب میں کسی بھی قسم کی فروگزاشت نظر آئے تو بشکریہ وامتنان ضرور مطلع فرمائیں اور اپنے مفید مشوروں سے نوازیں۔

اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ اس کتاب کے ذریعے اردو دان حلقہ کو فائدہ پہنچائے نیز اس کے مؤلف، مترجم، مصحح ناشر اور جملہ معاونین کو اخلاص قول وعمل کی توفیق عطا

فرمائے۔(آمین)

وصلى الله وسلم على عبده ورسوله نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين۔

ابوعبداللہ/عنایت اللہ بن حفیظ اللہ سنابلی

مدینہ طیبہ، مملکت سعودیہ عربیہ

مقدمہ

إن الحمدللّٰه، نحمده، ونستعينه، ونستغفره، ونعوذ باللّٰه من شرور أنفسنا وسيئات أعمالنا، من يهده اللّٰه فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادي له، وأشهد أن لا إله إلا اللّٰه وحده لاشريك له، وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله، صلى اللّٰه عليه وعلى آله وأصحابه ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين، وسلم تسليمًا كثيرًا

أما بعد:

اخلاص کے نور اور آخرت کے عمل سے دنیا طلبی کی تاریکیوں کے سلسلے میں یہ ایک مختصر سا رسالہ ہے، جس میں مَیں نے اخلاص کا مفہوم، اس کی اہمیت اور اچھی نیت کا مقام بیان کیا ہے، اور نیک عمل سے دنیا طلبی کی خطرناکی، دنیا کی خاطر عمل کی قسمیں، ریاکاری کی خطرناکی، اس کی انواع واقسام، عمل پر اس کے اثرات اور ریاکاری کے اسباب ومحرکات نیز حصول اخلاص کے طریقے ذکر کیے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اخلاص نصرت ومدد، اللہ کے عذاب سے نجات اور دنیا وآخرت میں بلندیٔ درجات کا سبب ہے، مخلص انسان سے اللہ عز وجل کی محبت اور پھر زمین وآسمان والوں کی محبت سے سرفرازی کا سبب اخلاص ہی بنتا ہے۔ یہ درحقیقت ایک نور ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کے دل میں چاہتا ہے ودیعت فرما دیتا ہے۔

ارشاد ہے:

﴿ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۝ ﴾ ❶

''اور جسے اللہ تعالیٰ ہی نور عطا نہ کرے اس کے پاس کوئی نور نہیں ہوتا''

اور آخرت کے عمل سے دنیا طلبی تہ بہ تہ گھٹاٹوپ تاریکیاں ہیں، کیونکہ آخرت کے عمل سے دنیا طلب کرنا کمالِ توحید کے منافی ہے اور وہ جس عمل میں شامل ہوتی ہے اسے برباد کر دیتی ہے، اللہ عزوجل کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ ﴾ ❷

''جو شخص دنیا کی زندگی اور اس کی زینت پر فریفتہ ہوا چاہتا ہے ہم ایسوں کو ان کے اعمال (کا بدلہ) یہیں بھر پور پہنچا دیتے ہیں اور یہاں انہیں کوئی کمی نہیں کی جاتی۔ ہاں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں سوائے آگ کے اور کچھ نہیں اور جو کچھ انہوں نے یہاں کیا ہوگا وہاں سب اکارت ہے اور جو کچھ ان کے اعمال تھے سب برباد ہونے والے ہیں۔''

میں نے اس بحث کو دو مباحث میں تقسیم کیا ہے، اور ہر مبحث کے تحت حسب ذیل مطالب ہیں:

☆ پہلا مبحث: اخلاص کا نور

پہلا مطلب: اخلاص کا مفہوم۔

---

❶ ۲۴/النور: ۴۰۔ ❷ ۱۱/ھود: ۱۵۔۱۶۔

دوسرا مطلب: اخلاص کی اہمیت۔

تیسرا مطلب: اچھی نیت کا مقام اور اس کے ثمرات۔

چوتھا مطلب: اخلاص کے فوائد وثمرات۔

دوسرا مبحث: اخروی عمل سے دنیا طلبی کی تاریکیاں

پہلا مطلب: اخروی عمل سے دنیا طلبی کی خطرناکی۔

دوسرا مطلب: دنیا کی خاطر عمل کی قسمیں۔

تیسرا مطلب: ریا کاری کی خطرناکی اور اس کے نقصانات۔

چوتھا مطلب: ریا کاری کی قسمیں اور اس کی باریکیاں۔

پانچواں مطلب: ریا کاری کی قسمیں اور عمل پر اس کے اثرات۔

چھٹا مطلب: ریا کاری کے اسباب ومحرکات۔

ساتواں مطلب: اخلاص کے حصول کے طریقے اور ریا کاری کا علاج۔

میں اللہ عزوجل سے اس کے اس اسم اعظم کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں کہ جب اس کے ذریعے اس سے سوال کیا جاتا ہے تو وہ عطا کرتا ہے اور جب اس کے ذریعے اس سے دعا کی جاتی ہے تو وہ قبول کرتا ہے کہ وہ اس تھوڑے سے عمل کو مبارک اور خالص اپنی رضا کے لیے بنائے اور اس کے مؤلف، اس کے پڑھنے والے، نیز اس کے چھاپنے اور نشر کرنے والے کو جنت الفردوس سے قریب کرنے والا بنائے اور اسے میرے لیے، میری زندگی میں اور مرنے کے بعد نفع بخش بنائے اور جس شخص تک بھی یہ کتاب پہنچے اسے اس کے ذریعے سے فائدہ پہنچا، بے شک اللہ کی ذات سب سے بہتر ذات ہے جس سے سوال کیا جاتا ہے اور انتہائی کریم ہے جس سے امید

وابستہ کی جاتی ہے، وہی ہمارے لیے کافی اور بہترین کارساز ہے اور نیکی کی توفیق اور گناہوں سے بچنے کی طاقت اللہ بلند و برتر ہی کی طرف سے ہے۔

صلى اللّٰه وسلم وبارك على نبينا محمد وعلى آله وأصحابه ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين۔

مؤلف

پہلا مبحث

اخلاص کا نور

پہلا مطلب: اخلاص کا مفہوم

اخلاص کی لغوی تعریف

"خَلَّصَ يُخَلِّصُ خُلُوْصًا" کے معنیٰ صاف ہونے اور ملاوٹ کے زائل ہو جانے کے ہیں، کہا جاتا ہے: "خَلَّصَ مِنْ وَرْطَتِهِ" یعنی وہ اپنے بھنور سے محفوظ رہا اور نجات پا گیا اور کہا جاتا ہے: "خَلَّصَهُ تَخْلِيْصًا" یعنی اس نے اسے آزادی اور نجات دلوائی اور اطاعت میں اخلاص کے معنیٰ ریاکاری ترک کر دینے کے ہیں۔ [1]

اخلاص کی اصطلاحی تعریف

اخلاص کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ اپنے عمل سے محض اللہ وحدہ لاشریک کی قربت کا طالب ہو۔

اہل علم نے اخلاص کی کئی تعریفیں ذکر کی ہیں جو ایک دوسرے سے قریب قریب ہیں۔

① ایک تعریف یہ کی گئی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو اطاعت میں تنہا مقصود جاننا اخلاص کہلاتا ہے۔

② ایک تعریف یہ کی گئی ہے کہ اخلاص یہ ہے کہ بندے کے اعمال ظاہر و باطن ہر دو صورت میں برابر ہوں، اور ریاکاری یہ ہے کہ بندے کا ظاہر اس کے باطن سے بہتر

[1] المعجم الوسیط:۱/ ۲۴۹؛ مختار الصحاح، ص:۷۷۔

ہو اور سچا اخلاص یہ ہے کہ بندے کا باطن اس کے ظاہر سے زیادہ پختہ اور پائیدار ہو۔

③ ایک تعریف یہ کی گئی ہے کہ عمل کو ہر طرح کی آمیزش سے پاک صاف رکھنا اخلاص کہلاتا ہے۔ [1]

سابقہ تعریفوں سے واضح ہوا کہ اخلاص: عمل کو اللہ واحد کی طرف پھیرنے اور اس سے قربت حاصل کرنے کا نام ہے، جس میں کوئی ریا ونمود، ... ودولت کی طلب اور بناوٹ نہ ہو، بلکہ بندہ صرف اللہ واحد کی طرف سے ثواب کی امید رکھے، اس کے عذاب سے ڈرے اور اس کی رضا مندی کا حریص ہو۔

اسی لیے قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''لوگوں کی وجہ سے عمل ترک کر دینا ریا کاری اور لوگوں کی خاطر عمل کرنا شرک ہے اور اخلاص یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمھیں ان دونوں چیزوں سے عافیت میں رکھے۔ [2]

مسلمان کی زندگی میں اخلاص یہ ہے کہ وہ اپنے قول وعمل اور جملہ تصرفات ساری سے صرف اللہ واحد کی ذات کا قصد کرے جس کا نہ کوئی شریک ہے اور نہ اس کے سوا کوئی پالنہار ہے۔

دوسرا مطلب: اخلاص کی اہمیت

اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق یعنی جن وانس کو اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے اور تمام مکلفین (جن پر شریعت کے احکام لاگو ہوتے ہیں) کو اخلاص کا حکم دیا ہے فرمایا:

---

[1] مدارج السالکین لابن القیم: ۲/ ۹۱۔

[2] مدارج السالکین لابن القیم: ۲/ ۹۱۔

﴿ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ﴾ [1]

''اور انہیں صرف اسی بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ صرف اللہ کی عبادت کریں اسی کے لیے دین کو خالص کرتے ہوئے۔''

نیز ارشاد ہے:

﴿ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ﴾ [2]

''یقیناً ہم نے اس کتاب کو آپ کی طرف حق کے ساتھ نازل فرمایا ہے، لہٰذا آپ اللہ ہی کی عبادت کریں، اس کے لیے دین کو خالص کرتے ہوئے۔ خبردار! دین خالص اللہ ہی کا حق ہے۔''

نیز ارشاد ہے:

﴿ قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ ﴾ [3]

''آپ کہہ دیجیے کہ بیشک میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو سارے جہاں کا رب ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور اسی بات کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں پہلا مسلمان ہوں۔''

نیز ارشاد ہے:

﴿ الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ﴾ [4]

---

[1] ٩٨/البینۃ:٥۔ [2] ٣٩/الزمر:٢۔٣۔

[3] ٦/الانعام:١٦٢۔١٦٣۔ [4] ٦٧/الملک:٢۔

''جس نے موت اور حیات کو اس لیے پیدا کیا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھا عمل کرتا ہے۔''

حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اچھا عمل، یعنی سب سے خالص اور درست ترین عمل، لوگوں نے عرض کیا: اے ابوعلی! سب سے خالص اور درست عمل کیا ہے؟ فرمایا: عمل جب خالص اللہ کے لیے ہو لیکن درست نہ ہو تو قبول نہیں ہوتا اور اگر درست ہو خالص نہ ہو تو بھی قبول نہیں ہوتا یہاں تک کہ (بیک وقت) خالص اور درست ہو، خالص کا مطلب یہ کہ ہے وہ عمل اللہ کی رضا کے لیے کیا گیا ہو اور درست کا مطلب یہ ہے کہ سنت نبوی کے مطابق ہو [1] پھر انہوں نے درج ذیل فرمان باری تعالیٰ کی تلاوت فرمائی:

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ۝۱۱۰﴾ [2]

''کہہ دیجیے کہ میں تمہارے ہی جیسا ایک بشر ہوں، میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ یقیناً تمہارا معبود صرف ایک معبود ہے، تو جو شخص اپنے رب سے ملاقات کی امید رکھتا ہو اسے چاہیے کہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی دوسرے کو شریک نہ کرے۔''

نیز ارشاد باری ہے:

﴿وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ﴾ [3]

---

[1] مدارج السالكين: ٢/ ٨١۔ [2] ١٨/الكهف: ١١٠۔ [3] ٤/النساء: ١٢٥۔

''دین کے اعتبار سے اس شخص سے اچھا اور کون ہو سکتا ہے جو اپنے آپ کو اللہ کے تابع کر دے اور نیکو کار ہو۔''

﴿اَسۡلَمَ وَجۡهَهٗ﴾ اللہ واحد کے لیے ارادہ وعمل کو خالص کرنے کا نام ہے اور ''احسان'' رسول اللہ ﷺ کی اتباع اور آپ کی سنت طیبہ کی پیروی کا نام ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [1]

((ثَلَاثٌ لَا يَغِلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ مُسْلِمٍ: إِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰهِ، وَمُنَاصَحَةُ وُلَاةِ الْأَمْرِ، وَلُزُومُ جَمَاعَةِ الْمُسْلِمِينَ، فَإِنَّ دَعْوَتَهُمْ تُحِيطُ مِنْ وَرَائِهِمْ)) [2]

''تین چیزیں ایسی ہیں کہ جن میں کسی مسلمان کا دل خیانت نہیں کرتا: اللہ کے لیے اخلاصِ عمل، حکام وامرا کی خیر خواہی اور مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑنا، کیونکہ ان کی دعا انہیں ان کے پیچھے سے گھیرے ہوتی ہے۔''

اخلاص مسلمان کے عمل کی روح اور اس کی سب سے اہم خوبی ہے، اخلاص کے بغیر اس کی ساری کوشش وکارکردگی بکھرے ہوئے ذرات کی مانند ہے۔

ائمہ اسلام کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اخلاص دل کے اہم ترین اعمال میں سے ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت، اللہ پر توکل، اس کے لیے اخلاص، اس سے ڈرنے اور امید وابستہ کرنے کے لیے دل کے اعمال ہی اصل اور بنیاد ہیں، اور اعضاء وجوارح کے اس کے تابع ہوتے ہیں کیونکہ نیت کی

---

[1] صحیح، سنن الترمذی، ابواب العلم، باب ماجاء فی الحث علی التبلیغ السماع، ح: ٢٦٥٨؛ سنن ابن ماجه: ٣٠٥٦؛ مسنداحمد: ٢١/ ٦٠، ح: ١٣٣٤٩۔

[2] مدارج السالکین: ٢/٩٠۔

حیثیت روح کی اور عمل کی حیثیت اعضائے جسمانی کی ہے۔ جب جسم کا رشتہ روح سے ٹوٹتا ہے تو وہ مرجاتا ہے، چنانچہ دل کے احکام کی معرفت اعضاء وجوارح کے احکام کی معرفت سے زیادہ اہم ہے۔

لہٰذا مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اللہ عزوجل کے لیے مخلص ہو، ریا ونمود اور لوگوں کی مدح وستائش کی خواہش نہ کرے، بلکہ محض اللہ عزوجل کی ذات کا ارادہ کرے، اسی کی خوشنودی کے لیے نیک اعمال انجام دے اور لوگوں کو اللہ کی طرف بلائے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

﴿قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ﴾ [1]

''کہہ دیجیے کہ یہ میرا راستہ ہے، میں اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں۔''

نیز ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ﴾ [2]

''اس شخص سے بہتر بات اور کس کی ہوسکتی ہے جو اللہ کی طرف دعوت دے رہا ہو۔''

اخلاص تمام مسلمانوں پر واجب ہونے والا سب سے عظیم وصف ہے، تاکہ وہ اپنی دعوت وعمل سے محض ذات الٰہی اور جنت کے طلبگار اور لوگوں کی اصلاح کے اور انہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لانے کے خواہاں ہوں۔ [3]

تیسرا مطلب: اچھی نیت کا مقام اور اس کے ثمرات

نیت عمل کی اساس وبنیاد اور اس کا وہ ستون ہے جس پر عمل کا دارومدار ہے،

---

[1] ۱۲/یوسف:۱۰۸۔ [2] ۴۱/حم السجدہ:۳۳۔

[3] مجموع فتاویٰ سماحۃ الشیخ ابن باز رحمہ اللہ: ۱/ ۳۴۹، ۴/ ۲۲۹۔

کیونکہ نیت عمل کی روح اور اس کا قائد ورہبر ہے اور عمل نیت کے تابع ہے، عمل کی صحت وخرابی نیت کی صحت وخرابی پر موقوف ہے، نیک نیتی سے توفیق اور بدنیتی سے رسوائی حاصل ہوتی ہے، نیت ہی کے اعتبار سے دنیا وآخرت کے مراتب ودرجات میں فرق آتا ہے [1] اسی لیے نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

((إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِءٍ مَّا نَوَى...)) [2]

"اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لیے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی ہے۔"

اور اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿١١٤﴾﴾ [3]

"ان کے اکثر خفیہ مشوروں میں کوئی خیر نہیں، ہاں! بھلائی اس کے مشوروں میں ہے جو صدقے کا یا نیک بات کا یا لوگوں میں صلح کرانے کا حکم دے اور جو شخص صرف اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کرنے کے ارادے سے یہ کام کرے اسے ہم یقیناً بہت بڑا اجر وثواب دیں گے۔"

یہ ارشاد ربانی نیت کے مقام ومرتبہ اور اس کی اہمیت پر دلالت کرتا ہے، نیز یہ کہ اللہ کی طرف دعوت دینے والوں اور دیگر مسلمانوں کے لیے نیت کی اصلاح ضروری

---

[1] النية وأثرها في الأحكام الشرعية، از ڈاکٹر صالح بن غانم السدلان: ۱/ ۱۵۱۔

[2] صحيح البخاري:، كتاب بدء الوحي، باب كيف كان بدء الوحي، ح: ۱، صحيح مسلم: ۱۹۰۷ (۴۹۲۷)۔ [3] ۴/النساء: ۱۱۴۔

ہے، کیونکہ اگر نیت درست ہوگی تو بندہ بیش بہا اجر وثواب سے نوازا جائے گا، اگرچہ اس نے محض سچی نیت ہی کی ہو اور عمل نہ کیا ہو، اسی لیے نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

((إِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ أَوْ سَافَرَ كُتِبَ لَهُ مِثْلُ مَا كَانَ يَعْمَلُ مُقِيمًا صَحِيحًا)) [1]

''جب بندہ بیمار ہو جائے یا حالت سفر میں ہو تو بھی حالت اقامت اور صحت مندی کے عمل کی طرح اس کا عمل لکھا جاتا ہے۔''

نیز فرمایا:

((مَا مِنِ امْرِئٍ تَكُونُ لَهُ صَلَاةٌ بِلَيْلٍ فَيَغْلِبُهُ عَلَيْهَا نَوْمٌ إِلَّا كُتِبَ لَهُ أَجْرُ صَلَاتِهِ وَكَانَ نَوْمُهُ عَلَيْهِ صَدَقَةً)) [2]

''جس شخص کا بھی رات میں اٹھ کر نماز پڑھنے کا معمول ہوتا ہے اور کبھی اس پر نیند غالب آجاتی ہے تو اس کے لیے اس نماز کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے اور اس کی نینداس کے لیے صدقہ قرار پاتی ہے۔''

نیز فرمایا:

((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَوَجَدَ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا أَعْطَاهُ اللَّهُ مِثْلَ أَجْرِ مَنْ صَلَّى وَحَضَرَ لَا

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب یکتب للمسافر مثل ماکان یعمل، ح: ٢٩٩٦۔

[2] صحیح، سنن ابی داود، کتاب الصلاة، باب من نوی القیام فنام، ح: ١٣١٤؛ ابن ماجه: ١٣٤٤۔

يَنْقُصُ ذَلِكِ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا)) ❶

''جو شخص خوب اچھی طرح وضو کرتا ہے اور پھر مسجد جاتا ہے اور دیکھتا ہے کہ لوگ نماز سے فارغ ہو چکے ہیں، تو اللہ تعالیٰ اسے مسجد میں حاضر ہو کر نماز ادا کرنے والوں کے برابر ثواب عطا فرماتا ہے، اس سے اس کے اجر میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔''

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ سَأَلَ اللَّهَ الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللَّهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ وَإِنْ مَاتَ عَلَى فِرَاشِهِ)) ❷

''جو شخص اللہ تعالیٰ سے سچی نیت کے ساتھ شہادت مانگتا ہے، اللہ اسے شہیدوں کے مراتب تک پہنچاتا ہے، خواہ اس کی موت اس کے بستر پر ہی ہو۔''

یہ چیز اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں پر فضل واحسان پر دلالت کرتی ہے، اسی لیے نبی ﷺ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر فرمایا:

((لَقَدْ تَرَكْتُمْ بِالْمَدِينَةِ أَقْوَامًا مَا سِرْتُمْ مَسِيرًا وَلَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ نَفَقَةٍ وَلَا قَطَعْتُمْ مِنْ وَادٍ إِلَّا وَهُمْ مَعَكُمْ فِيهِ)) قَالُوا: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ كَيْفَ يَكُوْنُوْنَ مَعَنَا وَهُمْ بِالْمَدِيْنَةِ؟ فَقَالَ:

---

❶ صحیح، سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، باب فی من خرج یرید الصلاۃ فسبق بھا، ح: ٥٦٤؛ مسند احمد: ١٦/ ٥٠٩، ح: ٨٩٤٧۔

❷ صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب استحباب طلب الشھادۃ فی سبیل اللّٰہ تعالی، ح: ١٩٠٩(٤٩٣٠)۔

((حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ)) [1]

''تم مدینہ میں کچھ ایسے لوگوں کو چھوڑ کر آئے ہو کہ تم جس راستے سے بھی گزرتے ہو یا جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو یا جو بھی وادی طے کرتے ہو وہ اس میں تمہارے ساتھ ہوتے ہیں، صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جب وہ مدینہ میں ہیں تو ہمارے ساتھ کیسے ہو سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں عذر نے روک رکھا ہے۔''

نیک نیت کے سبب اللہ تعالیٰ معمولی عمل بھی کئی گنا بڑھا کر دیتا ہے، چنانچہ ہتھیار سے لیس ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میں قتال کروں یا اسلام لاؤں؟ آپ نے فرمایا: ''پہلے اسلام لاؤ پھر جہاد کرنا'' اس نے اسلام قبول کیا اور پھر اللہ کی راہ میں لڑتا رہا یہاں تک کہ شہید ہو گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا: ((عَمِلَ قَلِيْلًا وَأُجِرَ كَثِيْرًا)) ''اس نے تھوڑا عمل کیا اور زیادہ اجر سے نوازا گیا۔'' [2]

ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوا، اللہ کے رسول ﷺ اسے اسلام کے احکام سکھا رہے تھے اور وہ اپنے اونٹ پر روانہ ہوا تھا کہ اس کے اونٹ کا پیر ایک نیولے کے سوراخ میں جا پھنسا اور اس نے اسے نیچے گرا دیا جس سے اس کی موت واقع ہو گئی تو رسول

---

[1] صحيح البخاری، كتاب الجهاد والسير، باب من حبسه العذر عن الغزو، ح: ٢٨٣٩؛ سنن ابی داود، كتاب الجهاد، باب الرخصة فى القعود من العذر، ح: ٢٥٠٨: الفاظ سنن ابوداود کے ہیں۔

[2] صحيح البخاری، كتاب الجهاد والسير، باب عمل صالح قبل الجهاد، ح: ٢٨٠٨؛ صحيح مسلم: ١٩٠٠ (٤٩١٤)

اللہ ﷺ نے فرمایا: ((عَمِلَ قَلِيلًا وَأُجِرَ كَثِيرًا)) ''تھوڑا عمل کیا اور زیادہ اجر سے نوازا گیا۔'' [1]

نیک نیتی سے اللہ تعالیٰ مباح اعمال میں برکت عطا فرماتا ہے جس پر بندے کو ثواب ملتا ہے، اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا أَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلَى أَهْلِهِ يَحْتَسِبُهَا فَهُوَلَهُ صَدَقَةٌ)) [2]

''جب بندہ اپنے اہل وعیال پر حصول ثواب کی نیت سے خرچ کرتا ہے تو وہ اس کے لیے صدقہ ہوتا ہے۔''

اور نبی کریم ﷺ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((إِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا أُجِرْتَ عَلَيْهَا حَتَّى مَا تَجْعَلُ فِيْ فَمِ امْرَأَتِكَ)) [3]

''تم اللہ کی رضاوخوشنودی کے لیے جو کچھ بھی خرچ کروگے تمھیں اس پر اجر ملے گا، حتی کہ جو لقمہ تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو گے اس میں بھی (تمھیں اجر ملے گا)۔''

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّمَا الدُّنْيَا لِأَرْبَعَةِ نَفَرٍ: عَبْدٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ مَالًا وَعِلْمًا فَهُوَ

---

[1] حسن، مسند احمد: ۳۱/ ۴۹۶، ح: ۱۹۱۵۸، شرح مشکل الآثار: ۲۸۳۰۔

[2] صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب ماجاء ان الاعمال بالنیة والحسبة، ح: ۵۵، صحیح مسلم: ۱۰۰۲ (۲۳۲۲)

[3] صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب ماجاء ان الاعمال بالنیه،ح: ۵۶، صحیح مسلم: (۴۲۰۹)۔

يَتَّقِيْ فِيْهِ رَبَّهُ وَيَصِلُ فِيْهِ رَحِمَهُ وَيَعْلَمُ لِلَّهِ فِيْهِ حَقًّا فَهٰذَا بِأَفْضَلِ الْمَنَازِلِ، وَعَبْدٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ عِلْمًا وَلَمْ يَرْزُقْهُ مَالًا فَهُوَ صَادِقُ النِّيَّةِ يَقُوْلُ: لَوْ أَنَّ لِي مَالًا لَعَمِلْتُ فِيْهِ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَهُوَ بِنِيَّتِهِ فَأَجْرُهُمَا سَوَاءٌ، وَعَبْدٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ مَالًا وَلَمْ يَرْزُقْهُ عِلْمًا فَهُوَ يَخْبِطُ فِي مَالِهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ، لَا يَتَّقِي فِيْهِ رَبَّهُ وَلَا يَصِلُ فِيْهِ رَحِمَهُ وَلَا يَعْلَمُ لِلّٰهِ فِيْهِ حَقًّا فَهُوَ بِأَخْبَثِ الْمَنَازِلِ، وَعَبْدٌ لَمْ يَرْزُقْهُ اللّٰهُ مَالًا وَلَا عِلْمًا، فَهُوَ يَقُوْلُ: لَوْ أَنَّ لِي مَالًا لَعَمِلْتُ فِيْهِ بِعَمَلِ فُلَانٍ، فَهُوَ بِنِيَّتِهِ، فَوِزْرُهُمَا سَوَاءٌ)) [1]

''دنیا چار قسم کے لوگوں کے لیے ہے: ایک وہ بندہ جسے اللہ نے مال اور علم سے نوازا ہے، اس میں وہ اپنے رب سے ڈرتا اور صلہ رحمی کرتا ہے اور اس میں اللہ کے لیے حق جانتا ہے، ایسا شخص سب سے افضل مرتبے پر فائز ہے، دوسرا وہ بندہ جسے اللہ نے علم سے نوازا ہے اور مال سے محروم کر رکھا ہے لیکن وہ نیک نیت ہے کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں کی طرح عمل کرتا، تو اس کی نیت کا اعتبار ہوگا، چنانچہ دونوں کا اجر یکساں ہے، تیسرا وہ جسے اللہ نے مال عطا فرمایا ہے، لیکن علم سے محروم کر رکھا ہے، تو وہ بغیر علم کے اپنے مال میں تصرف کرتا ہے، نہ اس میں اللہ سے ڈرتا ہے، نہ صلہ رحمی کرتا ہے اور نہ اس میں اللہ کا کوئی حق جانتا ہے، تو ایسا شخص

---

[1] صحیح، سنن ابن ماجه، ابواب الزهد، باب النية: ٤٢٢٨؛ مسند احمد: ٢٩/ ٥٦١۔

بدترین درجے کا آدمی ہے، چوتھا وہ بندہ جسے اللہ نے مال ودولت اور علم وآگہی دونوں سے محروم کر رکھا ہے تو وہ کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو اس میں فلاں (تیسرے) کی طرح تصرف کرتا، تو اس کی نیت کا اعتبار ہوگا، چنانچہ ان دونوں کا گناہ یکساں ہے۔"

اور نبی کریم ﷺ نے اپنے رب سے روایت کرتے ہوئے فرمایا:

((إِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ ثُمَّ بَيَّنَ ذَلِكَ، فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللَّهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً...)) [1]

"اللہ عزوجل نے نیکیاں اور برائیاں لکھ دیں، پھر اس کی وضاحت فرمائی، چنانچہ جس نے نیکی کا ارادہ کیا اور اسے عملاً انجام نہ دے سکا تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے پاس پوری نیکی لکھتا ہے۔"

چوتھا مطلب: اخلاص کے فوائد وثمرات

اخلاص کے بڑے ثمرات اور بڑے عظیم اور جلیل القدر فوائد ہیں، ان میں سے چند فوائد درج ذیل ہیں:

① دنیا وآخرت کی تمام بھلائیاں اخلاص کے فضائل وثمرات میں سے ہیں۔

② اخلاص اعمال کی قبولیت کا سب سے عظیم سبب ہے، بشرطیکہ نبی کریم ﷺ کی اتباع شامل ہو۔

---

[1] صحيح البخاری، كتاب الرقاق، باب من هم بحسنة أو بسيئة: ٦٤٩١، صحيح مسلم: ١٣١ (٣٣٨)۔

③ اخلاص کے نتیجے میں بندے کو اللہ کی اور پھر فرشتوں کی محبت حاصل ہوتی ہے، اور زمین والوں کے دلوں میں اس کی مقبولیت لکھ دی جاتی ہے۔

④ اخلاص عمل کی اساس اور اس کی روح ہے۔

⑤ اخلاص تھوڑے عمل اور معمولی دعا پر بیش بہا اجر اور عظیم ثواب عطا کرتا ہے۔

⑥ مخلص کا ہر عمل جس سے اللہ کی خوشنودی مقصود ہو لکھا جاتا ہے، خواہ وہ عمل مباح ہی کیوں نہ ہو۔

⑦ مخلص جس عمل کی بھی نیت کرے لکھ لیا جاتا ہے، اگرچہ اسے انجام نہ دے سکے۔

⑧ مخلص اگر سو جائے یا بھول جائے تو معمول کے مطابق جو عمل کرتا تھا اسے لکھا جاتا ہے۔

⑨ اگر مخلص بندہ بیمار ہو جائے یا حالت سفر میں ہو تو اس کے اخلاص کے سبب اس کے لیے وہی عمل لکھا جاتا ہے جو وہ حالت اقامت وصحت میں کیا کرتا تھا۔

⑩ اخلاص کے سبب اللہ تعالیٰ امت کی مدد فرماتا ہے۔

⑪ اخلاص آخرت کے عذاب سے نجات دلاتا ہے۔

⑫ دنیا وآخرت کی مصیبتوں سے نجات اخلاص کے ثمرات میں سے ہے۔

⑬ اخلاص کے سبب آخرت میں درجات کی بلندی حاصل ہوتی ہے۔

⑭ اخلاص کے سبب گمراہی سے نجات ملتی ہے۔

⑮ اخلاص ہدایت میں اضافے کا سبب ہے۔

⑯ لوگوں میں نیک نامی اخلاص کے ثمرات میں سے ہے۔

⑰ دل کا اطمینان اور نیک بختی کا احساس ہوتا ہے۔

⑱ دل میں ایمان کی تزیین وآرائش ہوتی ہے۔

⑲ مخلص لوگوں کی صحبت وہم نشینی کی توفیق ملتی ہے۔

⑳ حسن خاتمہ نصیب ہوتا ہے۔

㉑ دعاؤں کی قبولیت حاصل ہوتی ہے۔

㉒ قبر میں نعمت اور شادمانی کی بشارت ملتی ہے۔

㉓ جنت میں داخلہ اور جہنم سے نجات عطا ہوتی ہے۔

ان فوائد وثمرات کی دلیلیں کتاب وسنت میں بکثرت موجود ہیں۔ [1]

میں اللہ عزوجل سے اپنے اور تمام مسلمان بھائیوں کے لیے قول وعمل میں اخلاص کا سوال کرتا ہوں۔

---

[1] سابقہ دونوں مطالب میں ذکر کردہ امور اس پر دلالت کرتے ہیں، نیز دیکھئے: کتاب الاخلاص، از حسین العوایشہ، ص: ٦٤۔

دوسرا مبحث

اخروی عمل سے دنیا طلبی کی تاریکیاں

پہلا مطلب: نیک عمل سے دنیا طلبی کی خطرناکیاں

یہ بڑی خطرناک بات ہے کہ انسان کوئی نیک عمل کرے اور اس سے کسی دنیاوی ساز وسامان کا طالب ہو، یہ شرک ہے جو توحید کے کمال کے منافی اور عمل کو برباد کر دینے والا ہے، یہ ریاکاری سے بھی سنگین تر ہے کیونکہ دنیا چاہنے والے کا ارادہ اس کے بہت سارے اعمال پر غالب ہوتا ہے، جبکہ ریاکاری اس کے کسی عمل میں پائی جاتی ہے اور کسی عمل میں نہیں پائی جاتی ہے۔

ریاکاری اور نیک عمل سے دنیا طلب کرنے کے درمیان فرق

ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ ان میں عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے، یعنی اس چیز میں دونوں مشترک ہیں کہ انسان اپنے عمل کو لوگوں کے سامنے مزین وآراستہ کر کے پیش کرے،، تاکہ لوگ اسے دیکھ کر اس کی تعظیم اور مدح وستائش کریں، یہ چیز ریاکاری اور دنیا طلبی دونوں میں پائی جاتی ہے۔

رہا دنیا کے لیے عمل کرنا تو وہ یہ ہے کہ کوئی شخص نیک عمل کرے جسے لوگوں کو دکھانا مقصود نہ ہو بلکہ کوئی دنیوی ساز سامان مقصود ہو، جیسے کوئی حصول مال کی غرض سے حج کرے یا مال غنیمت کی خاطر جہاد کرے، یعنی ریاکار لوگوں کی مدح وستائش کے لیے عمل کرتا ہے جبکہ دنیا کے لیے عمل کرنے والا دنیوی ساز وسامان کے حصول کے لیے نیک عمل کرتا ہے، اور دونوں ہی خسارے اور گھاٹے میں ہیں۔

ہم اللہ عزوجل کے غضب کو واجب کرنے والی چیزوں اور اس دردناک عذاب سے اس کی پناہ چاہتے ہیں۔ [1]

کچھ ایسی نصوص وارد ہوئی ہیں جو دنیا وآخرت میں اس عمل والے کے خسارے اور گھاٹے پر دلالت کرتی ہیں، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَ هُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَ حَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَ بٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝﴾ [2]

''جو شخص دنیا کی زندگی اور اس کی زینت پر فریفتہ ہوا چاہتا ہے ہم ایسوں کو ان کے اعمال (کا بدلہ) یہیں بھرپور پہنچا دیتے ہیں اور یہاں انہیں کوئی کمی نہیں کی جاتی۔ ہاں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں سوائے آگ کے اور کچھ نہیں اور جو کچھ انہوں نے یہاں کیا ہوگا وہاں سب اکارت ہے اور جو کچھ ان کے اعمال تھے سب برباد ہونے والے ہیں۔''

نیز ارشاد ہے:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝﴾ [3]

''جو شخص دنیا کی (آسودگی) کا خواہش مند ہو تو ہم اس میں سے جسے چاہتے ہیں اور جتنا چاہتے ہیں جلد دے دیتے ہیں پھر اس کے لیے جہنم کو ٹھکانا مقرر کر رکھا ہے جس میں وہ داخل ہوگا مذمت کیا ہوا، دھتکارا ہوا۔''

---

[1] فتح المجيد، ص: ٤٤٢؛ تيسير العزيز الحميد، ص: ٥٣٤۔

[2] ١١/هود: ١٥۔١٦ [3] ١٧/الاسراء: ١٨۔

نیز ارشاد ہے:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِیْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ﴾ [1]

''جس کا ارادہ آخرت کی کھیتی کا ہو ہم اسے اس کی کھیتی میں ترقی دیں گے، اور جو دنیا کی کھیتی کی طلب رکھتا ہو ہم اسے اس میں سے ہی کچھ دے دیں گے اور ایسے شخص کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ﴾ [2]

''بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں: اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں دے، ایسے لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔''

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يُبْتَغَى بِهِ وَجْهُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَتَعَلَّمُهُ إِلَّا لِيُصِيْبَ بِهِ عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يَعْنِي رِيْحَهَا)) [3]

''جو کوئی اللہ عزوجل کی خوشنودی کی خاطر حاصل کیا جانے والا علم محض کسی دنیوی سازوسامان کے حصول کے لیے سیکھے وہ قیامت کے روز جنت کی

---

[1] ۴۲/الشوری:۲۰ [2] ۲/البقرۃ:۲۰۰۔

[3] صحیح، سنن ابی داود: کتاب العلم، باب فی طلب العلم لغیر اللّٰہ عزوجل: ۳۶۶۴؛ سنن ابن ماجہ: ۲۵۲۔

خوشبو تک نہ پائے گا۔"

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے:

((لَا تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ لِتُبَاهُوْا بِهِ الْعُلَمَاءَ، وَلَا لِتُمَارُوْا بِهِ السُّفَهَاءَ، وَلَا لِتَخَيَّرُوْا بِهِ الْمَجَالِسَ، فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَالنَّارُ النَّارُ)) [1]

"اس مقصد سے علم نہ حاصل کرو کہ اس کے ذریعے تم علما پر فخر کرو، نہ اس لیے کہ اس کے ذریعے کم علموں سے بحث ومباحثہ کرو اور نہ اس لیے کہ اس کے ذریعے مجلسوں کا انتخاب کرو، جس نے ایسا کیا اس کے لیے جہنم ہے۔"

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"لَا تَعَلَّمُوْا الْعِلْمَ لِثَلَاثٍ: لِتُمَارُوْا بِهِ السُّفَهَاءَ، وَتُجَادِلُوْا بِهِ الْعُلَمَاءَ، وَلِتَصْرِفُوْا بِهِ وَجُوْهَ النَّاسِ إِلَيْكُمْ، وَابْتَغُوْا بِقَوْلِكُمْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ، فَإِنَّهُ يَدُوْمُ وَيَبْقٰى وَيَنْفَدُ مَا سِوَاهُ" [2]

"تین مقاصد کے لیے علم نہ حاصل کرو: تاکہ بے وقوفوں سے بحث ومباحثہ کرو، علما سے جھگڑا اور مناظرہ کرو اور اس سے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرو، بلکہ اپنے قول سے وہ چیز (جنت) طلب کرو جو اللہ کے پاس ہے،

---

[1] صحیح، سنن ابن ماجه، المقدمة، باب الانتفاع بالعلم والعمل به: ٢٥٤؛ صحیح ابن حبان: ٧٧۔

[2] حسن، سنن دارمی، المقدمة، باب العمل بالعلم وحسن النية فيه: ٢٦١؛ سنن ابن ماجه: ٢٦٠۔

کیونکہ وہی چیز باقی رہنے والی ہے اور جو کچھ اس کے علاوہ ہے ختم ہو جانے والا ہے۔''

اسی لیے خالص اللہ کے لیے عمل کرنے والے کو سعادت و نیک بختی کی ضمانت دی گئی، چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے:

((مَنْ كَانَتِ الآخِرَةُ هَمَّهُ جَعَلَ اللّٰهُ غِنَاهُ فِيْ قَلْبِهِ، وَجَمَعَ لَهُ شَمْلَهُ، وَأَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ، وَمَنْ كَانَتِ الدُّنْيَا هَمَّهُ جَعَلَ اللّٰهُ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، وَفَرَّقَ عَلَيْهِ شَمْلَهُ، وَلَمْ يَأْتِهِ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا مَا قُدِّرَ لَهُ)) [1]

''جس کی فکر آخرت (پر مرکوز) ہوگی اللہ تعالیٰ اس کی مالداری اس کے دل میں کر دے گا، اس کے متفرق امور کو اکٹھا کر دے گا، اور دنیا اس کے پاس ذلیل ہو کر آئے گی اور جس کی فکر دنیا (پر مرکوز) ہوگی، اللہ تعالیٰ اس کی فقیری اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کر دے گا۔ اس کے امور کو منتشر کر دے گا اور دنیا سے بھی اسے اتنا ہی ملے گا جتنا اس کے لیے مقدر ہے۔''

دوسرا مطلب: دنیا کی خاطر عمل کی قسمیں

دنیا کی خاطر عمل کی کئی قسمیں ہیں، امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اس سلسلہ میں سلف صالحین سے چار قسمیں منقول ہیں:

---

[1] صحيح، سنن الترمذی، ابواب صفة القيامة، باب: ٢٤٦٥؛ سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٩٤٩۔

پہلی قسم

وہ نیک عمل جسے بہت سے لوگ اللہ کی رضا کے حصول کے لیے کرتے ہیں، جیسے صدقہ، نماز، لوگوں پر احسان اور ظلم کی تلافی وغیرہ، جسے انسان خالص اللہ کے لیے کرتا یا چھوڑتا ہے لیکن آخرت میں اس کا ثواب نہیں چاہتا، بلکہ وہ یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں اس کے مال کی حفاظت کرے اور بڑھائے، یا اس کی اور اس کے اہل وعیال کی حفاظت کرے یا اس پر اور اس کے اہل وعیال پر اپنی نعمتیں باقی رکھے۔ اسے جنت کے حصول اور جہنم سے نجات کی کوئی فکر نہیں ہوتی، تو ایسے شخص کو اس کے عمل کا ثواب دنیا ہی میں عطا کر دیا جاتا ہے، آخرت میں اس کے لیے کوئی حصہ نہیں ہوگا، یہ قول حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

دوسری قسم

یہ پہلی قسم سے بھی خطرناک اور بھیانک ہے، وہ یہ ہے کہ انسان نیک اعمال انجام دے اور اس کی نیت آخرت کے ثواب کی طلب نہیں بلکہ لوگوں کو دکھانا ہو، یہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے منقول ہے۔

تیسری قسم

انسان نیک اعمال انجام دے اور اس سے مال مقصود ہو، مثال کے طور پر مال کی خاطر کسی کی طرف سے حج بدل کرے، اس سے رضائے الٰہی اور دار آخرت کا حصول مقصود نہ ہو، یا دنیا پانے کی غرض سے ہجرت کرے، یا مال غنیمت کی خاطر جہاد کرے، یا ڈگریوں کے حصول اور منصب پانے کے لیے علم حاصل کرے، ان تمام کاموں سے مطلقاً اللہ کی خوشنودی مقصود نہ ہو، یا مسجد کی ملازمت یا دیگر دینی

ملازمتوں کے لیے قرآن کا علم حاصل کرے اور نماز کی پابندی کرے، اس سے ثواب کی خواہش مطلق طور پر نہ ہو۔

چوتھی قسم

انسان خالص اللہ وحدہ لا شریک کے لیے اطاعت کا کام انجام دے، لیکن (ساتھ ہی) وہ اسلام سے خارج کر دینے والے کسی کفریہ عمل کا بھی مرتکب ہو، مثلاً کوئی شخص نواقض اسلام (اسلام کو توڑنے والی چیزوں) میں سے کسی چیز کا ارتکاب کرے، یہ قسم حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ [1]

لہٰذا مسلمان کو چاہیے کہ ان تمام چیزوں سے بچتا رہے جو اس کے عمل کو برباد کر دینے والی اور اللہ کے غیظ وغضب کا سبب ہوں۔

تیسرا مطلب: ریاکاری کی خطرناکی اور اس کے نقصانات

ریاکاری کی خطرناکی فرد، معاشرہ اور پوری امت پر بہت زیادہ ہے، کیونکہ ریاکاری سارے اعمال کو اکارت کر دیتی ہے، والعیاذ باللہ۔

ریاکاری کی خطرناکی درج ذیل امور میں ظاہر ہوتی ہے:

① ریاکاری مسلمان کے لیے مسیح دجال سے بھی زیادہ خطرناک ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَا هُوَ أَخْوَفُ عَلَيْكُمْ عِنْدِيْ مِنَ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ؟ قَالَ قُلْنَا: بَلَى، فَقَالَ: الشِّرْكُ الْخَفِيُّ أَنْ يَقُوْمَ

---

[1] فتح المجید شرح کتاب التوحید، ص:٤٤٤، تیسیر العزیز الحمید، ص:٥٣٦، القول السدید فی مقاصد التوحید للسعدی، ص: ١٢٦۔

الرَّجُلُ يُصَلِّي فَيُزَيِّنُ صَلَاتَهُ لِمَا يَرَى مِنْ نَظَرِ رَجُلٍ)) ❶

''کیا میں تمہیں اس چیز کی خبر نہ دوں جو میرے نزدیک تمہارے لیے مسیح دجال سے بھی زیادہ خوفناک ہے؟ راوی کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا: ہاں کیوں نہیں، فرمایا: وہ شرک خفی ہے کہ آدمی کھڑا نماز پڑھے تو کسی شخص کو اپنی طرف دیکھتا ہوا دیکھ کر اپنی نماز اور سنوار لے۔''

② ریاکاری بکریوں کے ریوڑ میں بھیڑیے کے جا گھسنے سے بھی زیادہ تباہ کن ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ أُرْسِلَا فِي غَنَمٍ بِأَفْسَدَ مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِينِهِ)) ❷

''بکریوں کے کسی ریوڑ میں بھیجے گئے دو بھوکے بھیڑیے اتنے زیادہ نقصان دہ نہیں جتنا مال و شرف کا لالچ آدمی کے دین کو نقصان پہنچاتا ہے۔''

یہ ایک مثال ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے اس بات کی وضاحت فرمائی ہے کہ مال کے لالچ سے دین برباد ہو جاتا ہے، وہ اس طرح کہ مال انسان کو اللہ کی اطاعت سے غافل کر دے اور دین کے نام پر دنیوی شرف کا لالچ بھی دین کو خراب کر دیتا ہے، جب انسان کا مقصد ریا و نمود ہو۔

③ ریاکاری اعمال صالحہ کے لیے بہت بڑا خطرہ ہے کیونکہ ریاکاری اعمال صالحہ کی

---

❶ حسن، سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب الرياء والسمعة: ٤٢٠٤۔

❷ صحيح، سنن الترمذي، ابواب الزهد، باب: ٢٣٧٦؛ صحيح ابن حبان: ٣٢٢٨۔

برکت ختم کر دیتی ہے، والعیاذ باللہ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ ﴾ [1]

''جس طرح وہ شخص جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرے اور نہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھے نہ قیامت پر، اس کی مثال اس صاف (چکنے) پتھر کی سی ہے جس پر تھوڑی سی مٹی ہو پھر اس پر زوردار مینہ برسے اور وہ اسے بالکل صاف اور سخت چھوڑ دے، ان ریاکاروں کو اپنی کمائی میں سے کوئی چیز ہاتھ نہیں لگتی اور اللہ تعالیٰ کافر قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔''

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۙ وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ ۚ فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ۝ ﴾ [2]

''کیا تم میں سے کوئی بھی یہ چاہتا ہے کہ اس کے پاس کھجوروں اور انگوروں کا باغ ہو، جس میں نہریں بہہ رہی ہوں اور ہر قسم کے پھل موجود ہوں، اور اس شخص کا بڑھاپا آ گیا ہو اور اس کے ننھے ننھے بچے بھی ہوں

---

[1] ۲/البقرہ: ۲۶۴۔ [2] ۲/البقرہ: ۲۶۶۔

اور اچانک باغ کو بگولا لگ جائے جس میں آگ بھی ہو، پس وہ باغ جل جائے، اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لیے آیتیں بیان کرتا ہے تا کہ تم غور وفکر کرو۔''

چنانچہ اس عمل صالح کی مثال پھلوں سے بھرپور عظیم باغ کی سی ہے، تو کیا کوئی شخص ایسا بھی ہو سکتا ہے جو یہ چاہے کہ ان پھلوں اور اس عظیم باغ کا مالک ہو، اور پھر ریاکاری کر کے اسے کلی طور پر مٹا دے، جبکہ وہ اس کا شدید حاجت مند بھی ہو؟ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے حدیث قدسی میں اپنے رب سبحانہ وتعالیٰ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا ہے:

((أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ، مَنْ عَمِلَ عَمَلًا أَشْرَكَ مَعِي فِيهِ غَيْرِي تَرَكْتُهُ وَشِرْكَهُ)) [1]

''میں شرک سے تمام شریکوں سے زیادہ بے نیاز ہوں، جس نے کوئی عمل کیا جس میں میرے علاوہ کسی اور کو شریک کیا تو میں اسے اور اس کے شرک (دونوں) کو ترک کر دیتا ہوں۔''

اور حدیث میں ہے:

((إِذَا جَمَعَ اللَّهُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ، لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ نَادَى مُنَادٍ: مَنْ كَانَ أَشْرَكَ فِي عَمَلٍ عَمِلَهُ لِلَّهِ أَحَدًا فَلْيَطْلُبْ ثَوَابَهُ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ، فَإِنَّ اللَّهَ أَغْنَى الشُّرَكَاءِ

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الزھد، باب من اشرك فی عمله غیراللّٰه: ٢٩٨٥ (٧٤٧٥)۔

عَنِ الشِّرْكِ)) [1]

''جب اللہ تعالیٰ تمام اگلوں اور پچھلوں کو قیامت کے روز، جس کی آمد میں کوئی شک نہیں، جمع کرے گا، تو ایک آواز لگانے والا آواز لگائے گا: جس نے اللہ کے لیے کیے ہوئے کسی عمل میں کسی غیر کو شریک کیا ہو وہ اس کا ثواب بھی اسی غیر اللہ سے طلب کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ شرک سے تمام شریکوں سے زیادہ بے نیاز ہے۔''

④ ریاکاری آخرت کے عذاب کا سبب ہے، اسی لیے قیامت کے دن سب سے پہلے جن لوگوں سے جہنم بھڑکائی جائے گی وہ تین قسم کے لوگ ہوں گے: قاریٔ قرآن، مجاہد اور اپنے مال کا صدقہ کرنے والا، جنہوں نے اس لیے یہ اعمال انجام دیے تھے تاکہ کہا جائے کہ فلاں قاری ہے، فلاں بڑا بہادر ہے اور فلاں بڑا سخی اور خیرات کرنے والا ہے۔ ان کے اعمال خالص اللہ کی رضا کے لیے نہ تھے۔ [2]

⑤ ریاکاری، ذلت وخواری اور پستی ورسوائی کا سبب ہے، نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهِ، وَمَنْ يُرَائِي يُرَائِي اللّٰهُ بِهِ)) [3]

---

[1] حسن، سنن الترمذی، ابواب تفسیر القرآن، باب ومن سورة الکهف: ٣١٥٤؛ سنن ابن ماجه: ٤٢٠٣۔

[2] اس سلسلے میں وارد حدیث صحیح مسلم میں ہے، کتاب الامارة، باب من قاتل للرياء والسمعة استحق النار: ١٩٠٥ (٤٩٢٣)۔

[3] صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب الرياء والسمعة: ٦٤٩٩؛ صحیح مسلم: ٢٩٨٦ (٧٤٧٦)۔

"جو شخص شہرت کے لیے کوئی عمل کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے عیوب ظاہر کر دے گا اور جو دکھاوے کے لیے عمل کرے گا اللہ تعالیٰ اسے رسوا کر دے گا۔"

⑥ ریاکاری آخرت کے ثواب سے محروم کر دیتی ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

((بَشِّرْ هَذِهِ الْأُمَّةَ بِالسَّنَاءِ وَالدِّيْنِ، وَالرِّفْعَةِ، وَالتَّمْكِيْنِ فِي الْأَرْضِ، فَمَنْ عَمِلَ مِنْهُمْ عَمَلَ الْآخِرَةِ لِلدُّنْيَا لَمْ يَكُنْ لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيْبٍ)) [1]

"اس امت کو برتری، دین، رفعت و بلندی اور زمین میں اقتدار کی بشارت دیدو، چنانچہ ان میں سے جس نے آخرت کا کوئی عمل دنیا کے لیے انجام دیا اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہوگا۔"

⑦ ریاکاری امت کی شکست اور پسپائی کا سبب ہے، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

((إِنَّمَا يَنْصُرُ اللَّهُ هَذِهِ الْأُمَّةَ بِضَعِيْفِهَا، بِدَعْوَتِهِمْ، وَصَلَاتِهِمْ، وَإِخْلَاصِهِمْ)) [2]

"بیشک اللہ تعالیٰ اس امت کی نصرت ان کے کمزوروں کی دعا، ان کی نماز اور ان کے اخلاص کے ذریعے سے فرماتا ہے۔"

یہ حدیث اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ اللہ کے لیے اخلاص دشمنوں کے خلاف امت کی نصرت و مدد کا سبب ہے، نیز ریاکاری امت کی شکست اور پسپائی کا سبب ہے۔

---

[1] صحیح، سنن النسائی، کتاب الجهاد، باب الاستنصار بالضعیف: ۳۱۷۸۔

[2] صحیح، صحیح ابن حبان: ۲/ ۱۲۳، ح: ۴۰۵؛ مسند احمد: ۳۵/ ۱۴۶، ح: ۲۱۲۲۲۔

⑤ ریا کاری گمراہی میں اضافہ کرتی ہے، اللہ تعالیٰ نے منافقین کے سلسلہ میں فرمایا:

﴿يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَ مَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ ۝ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۢ ۙ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝﴾ [2]

''وہ اللہ تعالیٰ کو اور مومنوں کو دھوکہ دیتے ہیں، لیکن دراصل وہ خود اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں مگر سمجھتے نہیں۔ ان کے دلوں میں بیماری تھی تو اللہ نے ان کی بیماری میں مزید اضافہ کر دیا اور ان کے جھوٹ کی وجہ سے ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

چوتھا مطلب: ریاکاری کی قسمیں اور اس کی باریکیاں

ریاکاری کی قسمیں حسب ذیل ہیں:

① بندے کا مقصود اللہ کے علاوہ کچھ اور ہو اور اس کی خواہش یہ ہو کہ لوگ اس کے کارنامے کو جانیں، اخلاص بالکل مقصود نہ ہو، تو یہ نفاق کی ایک قسم ہے۔

② بندے کا مقصود اللہ کی رضا ہو لیکن جب لوگوں کو اس کی اطلاع ہو جائے تو وہ عبادت میں اور چاق و چوبند ہو جائے اور اسے خوب بنائے سنوارے، یہ باطن کا شرک ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((أَيُّهَا النَّاسُ إِيَّاكُمْ وَشِرْكَ السَّرَائِرِ)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا شِرْكُ السَّرَائِرِ؟ قَالَ: ((يَقُوْمُ الرَّجُلُ فَيُصَلِّي فَيُزَيِّنُ صَلَاتَهُ جَاهِدًا لِمَا يَرَى مِنْ نَظَرِ النَّاسِ إِلَيْهِ، فَذٰلِكَ

---

[2] (۲/البقرہ:۹۔۱۰)

شِرْكُ السَّرَائِرِ)) [1]

''اے لوگو! باطن کے شرک سے بچو!''صحابہ نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! باطن کا شرک کیا ہے؟ فرمایا: ''آدمی نماز پڑھے، پھر لوگوں کو اپنی طرف دیکھتا ہوا دیکھ کر اپنی نماز کو قصداً ابنائے سنوارے، یہ باطن کا شرک ہے۔''

③ بندہ اللہ کے لیے عبادت میں داخل ہو اور اللہ ہی کے لیے عبادت سے نکلے، پھر اس چیز کا لوگوں کو علم ہو جائے اور اس پر اس کی تعریف ہو تو اس تعریف سے اس کے دل کو سکون واطمینان حاصل ہو اور وہ مزید اس بات کی تمنا کرے کہ لوگ اس کی تعریف وتوصیف کریں، یہ خوشی ومسرت، تعریف کی مزید خواہش اور اپنے مطلوب کے حصول کی تمنا وغیرہ پوشیدہ ریاکاری پر دلالت کرتی ہیں۔

④ جسمانی ریاکاری: جیسے کوئی شخص چہرے کی زردی اور جسم کی کمزوری ظاہر کرے، اس سے لوگوں کو یہ دکھانا مقصود ہو کہ وہ بڑا عبادت گزار ہے اور اس پر آخرت کا خوف غالب ہے اور کبھی کبھار ریاکاری آواز کی پستی اور ہونٹوں کی پژمردگی سے بھی ہوتی ہے تاکہ لوگوں کو یہ شعور دے کہ وہ روزے سے ہے۔

⑤ لباس یا وضع قطع کے ذریعے ریاکاری: جیسے کوئی شخص پیوند لگے کپڑے پہنے تاکہ لوگ کہیں کہ یہ دنیا سے بڑا بے رغبت انسان ہے، یا کوئی ایسا لباس پہنے جسے ایک خاص طبقے کے لوگ پہنتے ہوں جنھیں لوگ علما کی فہرست میں شمار کرتے ہوں، وہ یہ لباس اس لیے پہنے تاکہ اسے بھی عالم کہا جائے۔

⑥ قولی ریاکاری: یہ عام طور پر وعظ ونصیحت نیز بحث وتکرار، مناظرہ اور علم کے

---

[1] حسن، صحیح ابن خزیمة: ۹۳۷؛ شعب الایمان: ۲۸۷۲۔

اظہار کے لیے احادیث وآثار کے حفظ کے ذریعہ دین داروں میں پائی جاتی ہے۔

⑦ عملی ریا کاری: جیسے دکھاوے کے لیے نمازی کا نماز، رکوع اور سجدہ وغیرہ طویل کرنا اور خشوع وخضوع ظاہر کرنا، نیز روزے، حج اور صدقہ میں ریا کاری۔

⑧ ساتھیوں اور ملاقاتیوں کے ذریعے ریا کاری: جیسے کوئی شخص بہ تکلف کسی عالم کی ملاقات کرے، تاکہ یہ کہا جائے کہ فلاں تو فلاں کی زیارت ملاقات کے لیے گیا تھا۔ اسی طرح اپنی زیارت کے لیے لوگوں کو دعوت دینا، تاکہ یہ شہرہ ہو کہ دیندار لوگ اس کے پاس آتے رہتے ہیں۔

⑨ لوگوں کے درمیان اپنی ذات کی مذمت کے ذریعے ریا کاری: اور اس سے اس کا مقصد لوگوں کو یہ دکھانا ہو کہ وہ بڑا متواضع اور خاکسار آدمی ہے، تاکہ ان کے نزدیک اس کا مقام بڑھ جائے اور اسے بیان کر کے لوگ اس کی مدح وستائش کریں، یہ ریا کاری کی باریک قسموں میں سے ہے۔

⑩ ریا کاری کی باریکیوں اور اسرار میں سے یہ بھی ہے کہ عمل کرنے والا اپنی نیکی چھپائے، اس طرح کہ وہ یہ نہ چاہے کہ لوگوں کو اس کی نیکیوں کی اطلاع ہو اور نہ اس کے ظاہر ہونے سے اسے خوشی ہی ہو، لیکن اس کے باوجود جب وہ لوگوں کو دیکھے تو اس کی خواہش یہ ہو کہ لوگ اس سے سلام کرنے میں پہل کریں، اس سے خندہ پیشانی اور احترام سے ملیں، اس کی تعریف وتوصیف کریں، گرمجوشی سے اس کی ضرورت پوری کریں اور خرید وفروخت میں اس کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کریں اور اگر یہ سب کچھ نہ حاصل ہو تو اپنے دل میں رنج وتکلیف محسوس کرے، گویا وہ اپنی نیکیوں پر عزت واحترام کا طلبگار اور خواہش مند ہے۔

⑪ ریا کی باریکیوں میں سے یہ بھی ہے کہ انسان اخلاص کو اپنے مقاصد کے حصول کا

ذریعہ بنائے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بیان کیا جاتا ہے کہ ابو حامد غزالی کو معلوم ہوا کہ جو شخص چالیس روز تک اللہ کے لیے اخلاص اپنائے گا تو ''حکمت'' اس کے دل سے نکل کر اس کی زبان پر جاری ہو جائے گی (ابو حامد غزالی) فرماتے ہیں کہ میں نے بھی چالیس روز تک اخلاص اپنایا تو کچھ بھی نہ ہوا، میں نے ایک عارف باللہ سے اس بات کا تذکرہ کیا تو انہوں نے مجھ سے کہا: تم نے حکمت کے لیے اخلاص اپنایا تھا، اللہ کے لیے نہیں (اس لیے کوئی نتیجہ نہیں نکلا)۔ [1]

یہ اس طرح کہ انسان کا مقصد کبھی حکمت و بردباری یا اپنے حق میں لوگوں کی تعظیم و تعریف کا حصول یا اس کے علاوہ دیگر مقاصد ہوا کرتے ہیں اور یہ عمل اللہ کے لیے اخلاص اور اس کی رضا جوئی کے لیے انجام نہیں پاتا بلکہ اس مقصد کے حصول کی خاطر انجام پاتا ہے۔

---

[1] درء تعارض العقل والنقل از ابن تیمیہ: ٦/ ٦٦؛ منهاج القاصدین، ص: ٢١٤ تا ٢٢١، الاخلاص ازعوایشة ص ٢٤ الاخلاص والشرك الاصغر، از ڈاکٹر عبدالعزیز بن عبداللطیف، ص: ٩، الریاء از سلیم الهلالی، ص: ١٧۔

پانچواں مطلب: ریا کی قسمیں اور عمل پر اس کا اثر

ریا کاری کی قسمیں حسب ذیل ہیں:

① عمل سراسر دکھاوا ہو، اس کا مقصد مخلوق کو دکھاوے کے سوا کچھ نہ ہو، جیسا کہ منافقین کا حال ہے:

﴿وَإِذَا قَامُوٓا إِلَى الصَّلَوٰةِ قَامُوا كُسَالَىٰ يُرَآءُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا ۝﴾ [1]

''اور جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو بڑی کاہلی کی حالت میں کھڑے ہوتے ہیں، صرف لوگوں کو دکھاتے ہیں اور اللہ کا ذکر بہت ہی کم کرتے ہیں۔''

یہ خالص ریا کاری کسی مومن سے فرض نماز یا روزے میں تو صادر نہیں ہوسکتی، البتہ زکوٰۃ یا حج یا ان کے علاوہ دیگر ظاہری اعمال میں صادر ہوسکتی ہے، اس عمل کے بطلان نیز اس کے مرتکب کے اللہ کے غیظ وغضب اور عذاب کے مستحق ہونے میں کوئی شک نہیں، والعیاذ باللہ۔

② عمل تو اللہ کے لیے ہو لیکن شروع سے اخیر تک اس میں ریا کاری شامل ہو، تو ایسا عمل بھی صحیح نصوص کی روشنی میں باطل اور رائیگاں ہے۔

③ اصل عمل تو خالص اللہ کے لیے ہو، پھر عبادت کے دوران اس میں ریا کاری کی نیت شامل ہوگئی ہو تو ایسی عبادت دو حالتوں سے خالی نہیں:

---

[1] ٤/النساء:١٤٢۔

(الف) یہ کہ عبادت کے ابتدائی حصے کا آخری حصے سے ربط نہ ہو، ایسی حالت میں عبادت کا ابتدائی حصہ ہر صورت میں صحیح اور آخری حصہ ہر صورت میں باطل ہے، اس کی مثال یوں سمجھیں کہ ایک انسان کے پاس بیس روپے تھے جنہیں وہ صدقہ کرنا چاہتا تھا، تو ان میں سے دس روپے تو اس نے خالص اللہ کے لیے صدقہ کیے، پھر بقیہ دس روپے میں ریاکاری شامل ہو گئی، تو پہلا صدقہ مقبول ہے اور دوسرا صدقہ باطل، کیونکہ اس میں اخلاص کے ساتھ ریاکاری شامل ہو گئی ہے۔

(ب) یہ کہ عبادت کے ابتدائی حصے کا آخری حصے سے ربط اور تعلق ہو، ایسی صورت میں وہ انسان دو حالتوں سے خالی نہیں:

پہلی حالت: یہ ہے کہ ریاکاری اس کے دل میں کھٹکی ہو پھر اس نے اسے دور کر دیا ہو اور اس کی طرف التفات نہ کیا ہو، بلکہ اس سے اعراض اور ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہو، اس صورت میں بلا اختلاف ریاکاری سے اسے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا، کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

((إِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ لِأُمَّتِي مَا حَدَّثَتْ بِهِ أَنْفُسَهَا مَا لَمْ يَتَكَلَّمُوا أَوْ يَعْمَلُوا بِهِ)) [1]

''بیشک اللہ عزوجل نے میری امت کے دلوں میں کھٹکنے والی چیزوں کو معاف کر دیا ہے، جب تک کہ وہ اسے کہہ نہ دیں یا اس پر عمل نہ کر لیں۔''

دوسری حالت: یہ ہے کہ ریاکاری اس کے ساتھ بدستور لگی رہے اور وہ اس سے مطمئن ہو، اسے دور بھی نہ کرے بلکہ اس سے خوش ہو، ایسی حالت میں صحیح رائے کے مطابق

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تجاوز اللّٰہ عن حدیث النفس والخواطر بالقلب اذالم تستقر: ١٢٧(٣٣١)

اس کی پوری عبادت باطل اور ضائع ہو جائے گی، کیونکہ اس کا ابتدائی حصہ آخری حصے سے مربوط ہے۔ ❶

④ ریاکاری عبادت سے فارغ ہونے کے بعد ہو، چنانچہ اگر مسلمان خالص اللہ کے لیے عمل کرے، پھر اللہ اس وجہ سے مسلمانوں کے دلوں میں اچھی مدح وثنا ڈال دے اور وہ اللہ کے فضل ورحمت سے خوش ہو جائے، اور یہ اس کے لیے باعث مسرت ہو، تو اس سے اسے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے اس شخص کی بابت پوچھا گیا جو خالص اللہ کی رضا کے لیے بھلائی کا عمل کرے اور پھر لوگ اس کی تعریف وستائش کریں، تو آپ نے فرمایا: ❷

((تِلْكَ عَاجِلُ بُشْرَى الْمُؤْمِنِ)) ❸
''یہ مومن کے لیے فوری خوشخبری ہے۔''

---

❶ ان قسموں کو بالتفصیل جاننے کے لیے دیکھیں: جامع العلوم والحکم ازابن رجب: ۱/ ۷۹ تا ۸٤، فتح المجید، ص: ٤۳۸؛ فتاویٰ ابن عثیمین: ۲/ ۲۹۔

❷ فتاویٰ ابن عثیمین: ۲/ ۳۰۔

❸ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب اذا اثنی علی الصالح فهی بشری: ۲٦٤۲ (٦۷۲۱)

چھٹا مطلب: ریاکاری کے اسباب و محرکات

ریاکاری کی بنیاد اور اصل ''جاہ و مرتبہ'' کی محبت ہے اور جس کے دل پر اس چیز کی محبت غالب آجاتی ہے اس کی ساری فکر مخلوق کی رعایت، ان کا چکر لگانے اور ان کے دکھاوے میں محدود ہو کر رہ جاتی ہے اور وہ اپنے تمام تر اقوال و افعال اور جملہ تصرفات میں ہمیشہ ان چیزوں کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے جن سے لوگوں کے نزدیک اس کا مقام و مرتبہ اونچا ہو۔ بیماری اور مصیبت کی یہی جڑ اور اساس ہے، کیونکہ جس شخص کو بھی اس کی خواہش ہوتی ہے اسے عبادت میں ریاکاری اور ممنوع و حرام کاموں کا ارتکاب لامحالہ کرنا پڑتا ہے۔

یہ بڑا دقیق اور پیچیدہ باب ہے جسے اللہ عزوجل کا علم و معرفت رکھنے اور اس سے محبت کرنے والے ہی جان سکتے ہیں۔

اگر اس سبب اور تباہ کن مرض کی تفصیل بیان کی جائے تو وہ درج ذیل تین اصولوں کی طرف لوٹے گا:

1. حمد و ثنا اور مدح و ستائش کی لذت کی محبت و چاہت۔
2. دوسروں کی طرف سے اپنی مذمت و برائی سے نفرت۔
3. لوگوں کے پاس جو کچھ ہے اس کی لالچ۔ [1]

ان باتوں کی شہادت حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ذکر کردہ باتوں سے ملتی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا: آدمی بہادری اور شجاعت کے جوہر دکھانے کے لیے جہاد کرتا ہے، اور غیرت

---

[1] مختصر منہاج القاصدین، از ابن قدامہ ص: ۲۲۱، ۲۲۲۔

وحمیت کی وجہ سے جہاد کرتا ہے، اور دکھاوے کی خاطر جہاد کرتا ہے، تو ان میں سے کون اللہ کی راہ میں (جہاد کرنے والا) ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ)) [1]

''جو اللہ کے کلمہ کی سربلندی کے لیے جہاد کرے وہ اللہ کی راہ میں (جہاد کرنے والا) ہے۔''

چنانچہ ''بہادری کے جوہر دکھانے کے لیے جہاد'' کا مفہوم یہ ہے کہ اس کا نام لیا جائے، اس کی قدردانی ہو اور اس کی مدح وثنا کی جائے۔

اور ''غیرت وحمیت کی وجہ سے جہاد کرنے'' کا مطلب یہ ہے کہ وہ مغلوب ومقہور ہونے یا مذمت کیے جانے سے نفرت کرتا ہے۔

اور ''دکھاوے کی خاطر جہاد کرتا ہے'' کا معنیٰ یہ ہے کہ اس کی بہادری اور جواں مردی دیکھی جائے، اور یہی دلوں میں جاہ ومنزلت کی لذت ہے۔

اور کبھی انسان مدح وستائش کی خواہش کرتا ہے لیکن مذمت سے ڈرتا ہے، جیسے بہادروں کے درمیان بزدل، لہٰذا وہ مذمت کے خوف سے پامردی کا ثبوت دیتا ہے، راہِ فرار اختیار نہیں کرتا، اسی طرح کبھی انسان جہالت سے متہم کیے جانے کے خوف سے بلا علم فتویٰ دے دیتا ہے۔

چنانچہ یہی تین چیزیں ریا کاری کا سبب اور اصل محرک ہیں، لہٰذا ان سے بچ کر رہیں!!

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب من قاتل لتکون کلمة اللّٰه هی العلیا: ۲۹۱۰، صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب من قاتل لتکون کلمة اللّٰه هی العلیا فهو فی سبیل اللّٰه: ۱۹۰۴ (۴۹۱۹)۔

ساتواں مطلب

اخلاص کے حصول کے طریقے اور ریا کاری کا علاج

یہ بات معلوم ہوگئی کہ ریا کاری عمل کو ضائع کرنے والی، اللہ کے غضب اور ناراضی کا سبب، ہلاک کرنے والی اور مسلمانوں کے لیے مسیح دجال سے بھی زیادہ خطرناک ہے اور جس چیز کی یہ حالت ہو وہ اس قابل ہے کہ پوری جانفشانی سے اس کا ازالہ وعلاج کیا جائے اور اس کی رگیں اور جڑیں کاٹ کر رکھ دی جائیں۔

ریا کاری کے ازالہ وعلاج اور اخلاص کے حصول کے چند طریقے حسب ذیل ہیں:

① دنیا کی خاطر عمل اور ریا کاری کے انواع واقسام اور اسباب ومحرکات کی معرفت حاصل کرنا اور انہیں جڑ سے اکھاڑ پھینکنا، اسباب ومحرکات کا تذکرہ گزشتہ صفحات میں ہو چکا ہے۔

② کتاب وسنت پر مبنی اللہ کے اسماء وصفات اور افعال کی صحیح معرفت کے ذریعے اللہ کے جلال وعظمت کا علم حاصل کرنا، کیونکہ جب بندے کو اس بات کا علم ہوگا کہ اللہ واحد ہی تنہا نفع ونقصان، عزت وذلت، پستی وبرتری، دینے نہ دینے اور مارنے جلانے کا مالک، خیانت کرنے والی آنکھوں اور سینوں میں پوشیدہ رازوں کا جاننے والا ہے، نیز یہ کہ اللہ وحدہ لاشریک ہی تنہا مستحق عبادت ہے، تو یہ ساری چیزیں اخلاص اور اللہ کے ساتھ سچائی پیدا کریں گی۔ لہٰذا توحید کی تمام قسموں کی صحیح معرفت حاصل کرنا ضروری ہے۔

③ آخرت میں اللہ عزوجل کی تیار کردہ نعمت وعذاب، موت کی ہولناکیوں اور عذاب قبر وغیرہ کی معرفت حاصل کرنا، کیونکہ جب بندے کو ان چیزوں کا علم ہوگا اور وہ سمجھ دار ہوگا تو ریاکاری ترک کر کے اخلاص اپنائے گا۔

④ دنیا کے لیے عمل کرنے نیز عمل کو ضائع کرنے والی ریاکاری کی خطرناکی سے ڈرنا، کیونکہ جو کسی چیز سے ڈرتا ہے وہ اس سے بچتا رہتا ہے اور نجات پاتا ہے، اور جو ڈرتا ہے وہ منہ اندھیرے سفر شروع کرتا ہے اور جو منہ اندھیرے سفر شروع کرتا ہے وہ منزل پالیتا ہے۔

لہٰذا آدمی کے لیے مناسب بلکہ ضروری ہے کہ جب اس کی خواہش مدح وستائش کی آفت کی طرف آمادہ کرے تو اپنے نفس کو ریاکاری کی آفتوں اور اللہ کی ناراضی کی یاد دلائے اور جسے لوگوں کی محتاجی اور کمزوری کا علم ہوتا ہے وہ راحت محسوس کرتا ہے جیسا کہ بعض سلف نے کہا ہے: ''اپنی ذات سے ریاکاری کے اسباب زائل کرنے کے لیے نفس سے جہاد کرو اور کوشش کرو کہ لوگ تمہارے نزدیک بچوں اور چوپایوں کی طرح ہوں، ان کے وجود اور عدم وجود میں اور انہیں تمہاری عبادت کے علم ہونے یا نہ ہونے میں ان تمام صورتوں میں تم اپنی عبادت میں کوئی فرق نہ کرو بلکہ تنہا اللہ کے باعلم ہونے پر اکتفا کرو۔'' [1]

اللہ وحدہ لاشریک کے فضل وکرم اور پھر عمل کی بربادی کے خوف ہی سے اہل علم وایمان ریاکاری اور عمل کی بربادی سے محفوظ رہے، حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] الاخلاص والشرك الاصغر، ص: ۱۵۔

((إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ)) قَالُوْا: وَمَا الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((الرِّيَاءُ، يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِذَا جُزِىَ النَّاسُ بِأَعْمَالِهِمْ: إِذْهَبُوْا إِلَى الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُرَاؤُوْنَ فِي الدُّنْيَا فَانْظُرُوْا هَلْ تَجِدُوْنَ عِنْدَهُمْ جَزَاءً)) [1]

''مجھے سب سے زیادہ جس چیز کا تم پر خوف ہے وہ شرک اصغر ہے'' صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! شرک اصغر کیا ہے؟ فرمایا: ریاکاری۔ قیامت کے روز جب اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے اعمال کی جزا دے گا تو ریاکاروں سے کہے گا: دنیا میں جنہیں دکھانے کے لیے تم اعمال کیا کرتے تھے انہی کے پاس جاؤ دیکھو کیا ان کے پاس تمہیں بدلہ ملتا ہے؟ (تو انہی سے لے لو)۔''

اور اسی عظیم خطرے کے سبب صحابہ کرام، تابعین اور اہل علم وایمان اس خطرناک بلاومصیبت سے ڈرتے رہے، اس قبیل کی چند مثالیں حسب ذیل ہیں:

(الف) اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّ قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ۝﴾ [2]

''اور جو دے سکتے ہیں وہ دیتے ہیں اور ان کے دل اس بات سے ڈرتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔''

---

[1] صحیح، مسند احمد: ۳۹/ ۳۹، ح: ۲۳۶۳۰؛ شعب الایمان: ۶۴۱۲۔

[2] ۲۳/المؤمنون: ۶۰۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا وہ شخص مراد ہے جو زنا، چوری اور شراب خوری کرتا ہے؟

آپ نے فرمایا:

((لَا یَابِنْتَ أَبِي بَکْرٍ (أَوْ بِنْتَ الصِّدِّیْقِ) وَلَکِنَّهُ الرَّجُلُ یَصُوْمُ وَیَتَصَدَّقُ وَیُصَلِّي وَهُوَ یَخَافُ أَلَّا یَتَقَبَّلَ مِنْهُ)) [1]

''نہیں! اے ابوبکر (یا صدیق) کی بیٹی! بلکہ یہ وہ شخص ہے جو روزہ رکھتا ہے، صدقہ کرتا ہے اور نمازیں پڑھتا ہے پھر بھی اسے اس بات کا خوف ہوتا ہے کہ اس کی نیکیاں قبول نہ ہوں۔''

(ب) ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تیس صحابہ کو پایا، وہ سب کے سب اپنے آپ پر نفاق کا خطرہ محسوس کرتے تھے، ان میں سے کوئی بھی یہ نہ کہتا تھا کہ ان کا ایمان جبریل و میکائیل علیہما السلام جیسا ہے۔'' [2]

(ج) ابراہیم تیمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''میں نے جب بھی اپنے قول کو اپنے عمل پر پیش کیا تو مجھے خوف ہوا کہ میں جھٹلانے والا نہ ہوں۔'' [3]

---

[1] حسن، سنن ابن ماجه، کتاب الزهد، باب التوقی علی العمل: ٤١٩٨؛ سلسلة الاحادیث الصحیحة: ١٦٢۔

[2] صحیح البخاری تعلیقاً بصیغة جزم ویقین، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اسے ابن ابی خیثمہ نے اپنی تاریخ میں بسند متصل روایت کیا ہے۔'' دیکھیے: فتح الباری: ١/١١٠۔

[3] حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اسے امام بخاری نے ''التاریخ'' میں بسند متصل روایت کیا ہے۔ فتح الباری: ١/ ١١٠۔

(د) حسن رحمۃ اللہ سے ذکر کیا جاتا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''ریاکاری سے مومن ہی ڈرتا ہے اور اس سے منافق ہی بے خوف ہوتا ہے۔'' [1]

(ھ) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا: ''میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں۔ کیا تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام بھی منافقوں میں سے بتایا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں، لیکن آپ کے بعد میں کسی اور کا تزکیہ نہیں کروں گا۔'' [2]

(و) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا: ''اے اللہ! میں نفاق کے خشوع سے تیری پناہ چاہتا ہوں، دریافت کیا گیا: نفاق کا خشوع کیا ہے؟ تو فرمایا: تم دیکھو کہ جسم سے تو خشوع کا اظہار ہو رہا ہے مگر دل خشوع سے خالی ہے۔'' [3]

(ز) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''اگر مجھے یقین ہو جائے کہ اللہ نے میری ایک نماز قبول فرمالی ہے، تو یہ میرے نزدیک دنیا اور اس کی ساری نعمتوں سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ [4]

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ۝٢٧ ﴾ [5]

---

[1] فتح الباری: ۱/۱۱۱۔

[2] ابن کثیر نے اس سے ملتے جلتے الفاظ میں البدایۃ النھایۃ میں ذکر کیا ہے: ۵/ ۱۹، نیز دیکھئے: صفات المنافقین از ابن القیم، ص: ۳۶۔

[3] اسے امام ابن القیم نے صفات المنافقین میں ذکر کیا ہے، ص: ۳۶۔

[4] اسے امام ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں ذکر فرمایا ہے: ۲/ ۴۱، اور ابن ابی حاتم کی طرف منسوب کیا ہے۔

[5] ۵/المائدہ: ۲۷۔

"بیشک اللہ عزوجل متقیوں ہی سے قبول فرماتا ہے۔"

(ک) حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ایک سو بیس انصاری صحابہ کو پایا، ان میں سے کسی سے بھی کوئی مسئلہ دریافت کیا جاتا تو ہر ایک یہی چاہتا کہ اس کا بھائی (مسئلہ بتا کر) اس کی طرف سے کفایت کردے۔ [1]

⑤ اللہ کی مذمت سے بچنا، کیونکہ لوگوں کی مذمت سے ڈرنا ریاکاری کے اسباب میں سے ہے، لیکن عقل مند جانتا ہے کہ اللہ کی مذمت سے بچنا زیادہ ضروری ہے، کیونکہ اللہ کی مذمت عیب کی چیز ہے، جیسا کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! میری تعریف باعث زینت ہے اور میری مذمت عیب دار کرنے والی ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ذَاكَ اللّٰهُ)) [2]

"یہ اللہ کی خصوصیت ہے۔"

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ بندہ جب لوگوں سے ڈرتا ہے اور اللہ کو ناراض کر کے لوگوں کو راضی کرتا ہے، تو اللہ عزوجل اس سے ناراض وغضبناک ہوجاتا ہے اور لوگوں کو بھی اس سے ناراض کردیتا ہے تو کیا آپ لوگوں کی ناراضی سے ڈرتے ہیں؟ اگر آپ دعوائے اخلاص میں واقعی سچے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ آپ اس سے ڈریں۔

⑥ جن چیزوں سے شیطان دور بھاگتا ہے ان کی معرفت حاصل کرنا، کیونکہ شیطان ریاکاری کا منبع اور معصیت کی جڑ ہے، شیطان بہت ساری چیزوں سے بھاگتا ہے ان

---

[1] سنن دارمی: ۱/۵۳، کتاب الزھد از ابن المبارک: ۱/ ۱۴۰: (۴۹)۔

[2] حسن، مسند احمد: ۲۵/ ۳۶۹: ۱۵۹۹۱؛ سنن الترمذی ۳۲۶۷۔

میں سے بعض یہ ہیں: اذان، تلاوتِ قرآن، سجدۂ تلاوت، شیطان سے اللہ کی پناہ طلبی، گھر سے نکلتے اور مسجد میں داخل ہوتے وقت ''بسم اللہ'' کہنا اور اس سے متعلق مشروع دعا پڑھنا، صبح و شام کے اذکار کی، نماز کے بعد کے اذکار کی اور تمام مشروع اذکار کی پابندی کرنا۔ [1]

⑦ کثرت سے خیر کے کام اور خفیہ عبادتیں انجام دینا اور انہیں پوشیدہ رکھنا، جیسے قیام اللیل، خفیہ صدقہ، تنہائی میں اللہ کے خوف سے رونا، نفل نمازیں، دینی بھائیوں کے لیے ان کی عدم موجودگی میں دعا کرنا، کیونکہ اللہ عزوجل خفیہ متقی پرہیزگار بندے سے محبت کرتا ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

((إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ الْغَنِيَّ الْخَفِيَّ)) [2]

''بیشک اللہ عزوجل پوشیدہ، بے پروا، تقویٰ شعار بندے سے محبت کرتا ہے۔''

⑧ لوگوں کی مذمت اور تعریف کی پروانہ کرنا، کیونکہ اس سے نہ تو نقصان پہنچتا ہے نہ نفع بلکہ ضروری ہے کہ اللہ کی مذمت کا خوف ہو اور اللہ کے فضل و احسان سے خوشی، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا١ؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ۝۵۸﴾ [3]

---

[1] اس سلسلہ میں تفصیل کے لیے ملاحظہ کریں: كتاب مقامع الشيطان في ضوء الكتاب والسنة، ازسليم الهلالي، نيز الاخلاص، ازحسين عوايشة، ص: ۵۷ تا ۶۳۔

[2] صحيح مسلم، كتاب الزهد، باب الدنيا سجن المؤمن: ۲۹۶۵ (۷۴۳۲)۔

[3] ۱۰/یونس:۵۸۔

”آپ کہہ دیجیے کہ بس لوگوں کو اللہ کے فضل وانعام اور رحمت پر خوش ہونا چاہیے، وہ اس چیز سے بدرجہا بہتر ہے جسے وہ جمع کر رہے ہیں۔“

لہٰذا اے اللہ کے بندے! مدح وثنا کی محبت سے اس طرح بے رغبت ہو جاؤ جس طرح عشاقِ دنیا آخرت سے بے رغبت ہوتے ہیں، جب تمہیں یہ چیز حاصل ہو جائے گی تو تمہارے لیے اخلاص سہل ہو جائے گا۔ [1]

مدح وثنا کی محبت سے بے رغبتی کو اس چیز کا یقینی علم بھی آسان اور سہل بنا دیتا ہے کہ اللہ واحد کے سوا کسی کی مدح وثنا کوئی نفع اور زینت عطا کر سکتی ہے اور نہ ہی کسی کی مذمت نقصان پہنچا سکتی اور عیب لگا سکتی ہے، لہٰذا اس کی مدح وستائش سے بے رغبتی اختیار کرو جس کی تعریف زینت نہیں عطا کر سکتی اور اس کی مذمت سے بے رغبت ہو جاؤ جس کی مذمت کوئی عیب نہیں لگا سکتی اور اس ذات کی تعریف کے خواہش مند بنو جس کی تعریف میں ساری زینت ہے اور جس کی مذمت میں سارا عیب ہے لیکن صبر ویقین کے بغیر اس پر قدرت پانا ناممکن ہے، جس شخص کے پاس صبر ویقین نہیں اس کی مثال بلا کشتی سمندر میں سفر کرنے والے کی ہے۔ [2]

اپنے مذمت کرنے والے کو دیکھو، اگر وہ سچا اور آپ کا خیر خواہ ہے تو اس کی ہدایت ونصیحت قبول کر لو، کیونکہ اس نے تمہیں تمہارے عیوب ہدیہ کیے ہیں، اور اگر وہ جھوٹا ہے تو اس نے خود اپنے آپ پر ظلم کیا اور آپ نے اس کی بات سے فائدہ اٹھایا، کیونکہ اس نے آپ کو وہ چیزیں بتائیں جن کا آپ کو علم نہ تھا اور آپ کو آپ کے بھولے ہوئے گناہ یاد دلا دیے اگرچہ آپ پر تہمت ہی کیوں نہ لگائی ہو، کیونکہ اگر آپ

---

[1] الفوائد، از ابن القیم، ص: ٦٧۔

[2] الفوائد، از ابن القیم، ص: ٢٦٨۔

میں وہ عیب نہ بھی ہو تو دوسرا عیب ضرور ہوگا، لہٰذا آپ اپنے اوپر اللہ کی نعمت یاد کریں کہ اس نے اس تہمت گر کو آپ کے عیوب سے مطلع نہ کیا اور اگر آپ صبر کریں اور ثواب کی نیت کر لیں تو یہ تہمت آپ کے گناہوں کا کفارہ ہوگی، آپ کو یہ بھی جاننا چاہیے کہ اس نادان نے خود اپنے آپ پر ظلم کیا ہے اور اللہ کی ناراضی سے دوچار ہوا ہے، لہٰذا آپ اس سے بہتر بن کر اس کے ساتھ عفو ودرگزر کا معاملہ کریں اور اس کے لیے بخشش طلب کریں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ؀ ﴾ [1]

”کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہاری مغفرت فرمادے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“

⑨ موت کی یاد اور قلت آرزو، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ كُلُّ نَفْسٍ ذَاۗىِٕقَةُ الْمَوْتِ ۭ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ؀ ﴾ [2]

”ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے اور قیامت کے دن تمہیں اپنا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا، پس جو شخص آگ سے ہٹا دیا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے بے شک وہ کامیاب ہو گیا اور دنیا کی زندگی تو صرف دھوکے کا سامان ہے۔“

نیز ارشاد ہے:

---

[1] ۲۴/ النور:۲۲۔

[2] ۳/آل عمران:۱۸۵۔

﴿ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۖ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌۢ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ۖ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ﴾ [1]

''کوئی بھی نہیں جانتا کہ کل کیا (کچھ) کرے گا؟ نہ کسی کو یہ معلوم ہے کہ کس جگہ مرے گا، بے شک اللہ تعالیٰ جاننے والا خبر رکھنے والا ہے۔''

⑩ سوء خاتمہ کا خوف، چنانچہ بندے کو ڈرنا چاہیے کہ ریا اور دکھاوے کے یہ اعمال ہی اس کا آخری عمل اور اس کی زندگی کا آخری لمحہ نہ ہو جائیں کہ اس کے نتیجے میں بڑا عظیم خسارہ اٹھانا پڑے، کیونکہ انسان کی جس حالت میں موت واقع ہوتی ہے قیامت کے دن وہ اسی حالت میں اٹھایا بھی جائے گا، لوگ اپنی نیتوں پر اٹھائے جائیں گے اور سب سے بہتر اعمال آخری اعمال ہوا کرتے ہیں۔

⑪ مخلص و تقویٰ شعار افراد کی صحبت اور ہم نشینی اختیار کرنا، کیونکہ مخلص ہم نشین آپ کو خیر سے محروم نہ کرے گا اور آپ اس سے اپنے لیے نیک نمونہ پائیں گے، لیکن اگر ریا کار اور مشرک شخص کا عمل اپنائیں گے تو وہ آپ کو جہنم کی آگ میں جلا دے گا۔

⑫ اللہ عزوجل سے دعا و مناجات اور اس کی پناہ لینا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس کی تعلیم دی ہے، فرمایا:

((أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا هٰذَا الشِّرْكَ فَإِنَّهُ أَخْفَى مِنْ دَبِيْبِ النَّمْلِ)) .

''اے لوگو! اس شرک سے بچو، کیونکہ یہ چیونٹی کی چال سے بھی پوشیدہ تر ہے۔''

بعض صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! جب یہ چیونٹی کی چال سے بھی پوشیدہ اور باریک ہے تو ہم اس سے کیسے بچ سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: یہ کہا کرو۔

---

[1] ۳۱/لقمان: ۳۴۔

((اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوْذُبِکَ أَنْ نُشْرِكَ بِکَ شَيْئًا نَعْلَمُهُ وَنَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا نَعْلَمُهُ)) [1]

''اے اللہ! ہم اس بات سے تیری پناہ چاہتے ہیں کہ کسی ایسی چیز کو تیرا شریک بنائیں جسے ہم نہیں جانتے ہوں اور تجھ سے اس چیز کی بخشش مانگتے ہیں جسے ہم نہیں جانتے۔''

⑬ بندے کی یہ چاہت کہ اللہ اسے یاد کرے اور وہ اللہ کی یاد کی چاہت کو مخلوق کی مدح وثنا کی چاہت پر مقدم رکھے۔ ارشاد باری ہے:

﴿فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ﴾ [2]

''تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔''

اور نبی کریم ﷺ حدیث قدسی میں اپنے رب سبحانہ وتعالیٰ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ، وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي، فَإِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِيْ نَفْسِي، وَإِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ مَلَاءٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَاءٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ، وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا، وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا، وَإِنْ أَتَانِي يَمْشِيْ أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً)) [3]

---

[1] صحیح، مسنداحمد: ۳۲/ ۳۸۳: ۱۹۶۰۶۔ [2] ۲/البقرہ: ۱۵۲۔

[3] صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب قول اللّٰه تعالیٰ: ﴿وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ﴾: ۷۴۰۵؛ صحیح مسلم، کتاب الذکروالدعاء، باب الحث علی ذکر اللّٰه: ۲۶۷۵ (۶۸۰۵)۔

”میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہوتا ہوں اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں، اگر وہ اپنے نفس میں مجھے یاد کرتا ہے تو میں اسے اپنے نفس میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے کسی جماعت کے درمیان یاد کرتا ہے تو میں اسے اس سے بہتر جماعت (فرشتوں) میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ میرے ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے ایک ہاتھ کے بقدر قریب آتا ہے تو میں دونوں ہاتھوں کے درمیان کی دوری کے بقدر اس سے قریب آتا ہوں اور اگر وہ میرے پاس چل کر آتا ہے تو میں اس کے پاس دوڑ کر آتا ہوں۔ [1]

(14) لوگوں کے ہاتھوں میں جو کچھ ہے اس کا لالچ نہ کرنا، کیونکہ اخلاص اور مدح وثنا کی محبت اور لوگوں کے ہاتھوں میں جو کچھ ہے اس کے لالچ کا ایک دل میں اکٹھا ہونا اسی طرح ناممکن ہے جس طرح آگ اور پانی کا اور گوہ اور مچھلی کا یکجا ہونا محال ہے، چنانچہ جب آپ کے دل میں اخلاص کی چاہت پیدا ہو تو سب سے پہلے لالچ کی طرف متوجہ ہو کر اسے لوگوں کے ہاتھوں جو کچھ ہے اس کی ناامیدی کی چھری سے ذبح کر دیں، لالچ کے ذبح کرنے کو اس بات کا یقینی علم آسان اور سہل بنا دیتا ہے کہ ہر چیز کا خزانہ اللہ واحد ہی کے ہاتھ میں ہے، نہ اللہ کے علاوہ کوئی اس کا مالک ہے نہ اس کے علاوہ کوئی بندہ اس میں سے کچھ عطا کر سکتا ہے۔ [2]

---

[1] مذکورہ امور کی تفصیل کے لیے دیکھئے: منهاج القاصدين، ص: ۲۲۱ تا ۲۲۳، کتاب الاخلاص از حسين عوايشة، ص ۴۱ تا ۶۴، الرياء ذمه وأثره السي في الامة ازسليم الهلالی، ص: ۶۱ تا ۷۲، الاخلاص والشرك، از ڈاکٹر عبدالعزیز بن عبداللطیف، ص: ۱۳۔

[2] الفوائد از ابن القیم، ص: ۲۶۷، ۲۶۸۔

⑮ اخلاص کے فوائد وثمرات اور دنیا وآخرت میں اس کے نیک انجام کی معرفت حاصل کرنا، ان ثمرات میں سے یہ بھی ہے کہ اخلاص امت کی نصرت، اللہ کے عذاب سے نجات، دنیا وآخرت میں منازل ودرجات کی بلندی، دنیا میں گمراہی سے حفاظت، اللہ عزوجل کی اور اہل ارض وسما کی بندے سے محبت سے شرفیابی، نیک نامی، دنیا وآخرت کی مصیبتوں سے نجات، نیک بختی اور توفیق الٰہی کا احساس وشعور اور اس سے اطمینان، پریشانیوں اور دشواریوں کے برداشت کی قوت، دلوں میں ایمان کی آرائش وزیبائش، دعا کی قبولیت، نیز قبر میں نعمت اور خوشی کی بشارت کا سبب ہے۔ [1]

لہٰذا جس مسلمان کو اللہ کی خوشنودی اور اپنی نجات کی طلب اور اللہ کی محبت کی چاہت ہو اسے چاہیے کہ اخلاص کے حصول اور ریاکاری سے بچنے کی بھرپور کوشش کرے۔

میں اللہ سے دعا گو ہوں کہ وہ مجھے، آپ کو، مسلمانوں کے تمام دعاۃ ومبلغین اور ان کے ائمہ کو نیز عام لوگوں کو اس خطرناک مصیبت سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

ولاحول ولا قوة الا باللّٰه العلی العظیم۔

---

[1] کتاب الاخلاص از عوایشہ، ص: ٤٦ تا ٦٦۔

اخلاص کے ثمرات
اور
ریاکاری کے نقصانات
مکتبہ اسلامیہ
لاہور غزنی سٹریٹ اردو بازار
فیصل آباد بیسمنٹ سمٹ بینک کوتوالی روڈ
042-37244973 - 37232369
041-2631204-2641204